جلد 1 شمارہ 8

یادگارِ رضا

مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، تاریخی ماہوار رسالہ

بسر پرستی:

حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا مولوی مفتی قاری حاجی

شاہ محمد حامد رضا خان صاحب دامت برکاتہم

با ہتمام:

جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب

مطبع اہلسنّت بریلی میں چھپا اور جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی سے شائع ہوا

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

یادگار رضا

اخلاقی — معاشرتی — تمدنی

ماہوار رسالہ

بسرپرستی

حضرت حجۃ الاسلام جناب مولٰنا مولوی مفتی قاری حاجی شاہ محمد حامد رضاخاں

صاحب دامت برکاتہم

زیر ادارت

ابو المعانی محمد ابرار حسن صدیقی

و نائب مدیر ابو الفرح محمد علی حامدی

باہتمام جناب مولٰنا مولوی محمد ابراہیم رضاخانصاحب

مطبع اہلسنت بریلی میں چھپا اور دفتر جماعت
رضائے مصطفےٰ بریلی سے شائع ہوا

قواعد و ضوابط رسالہ

۱۔ یادگار رضا کا آغاز سال ماہ ربیع الاول شریف سے ہوا کریگا۔

۲۔ ہر قمری ماہ کے پہلے ہفتہ میں رسالہ دفتر جماعت رضائے مصطفٰے سے شائع ہوتا رہیگا۔

۳۔ جو اصحاب وسط سال میں خریدار ہونگے اگر انکی خریداری نصف سال سے قبل ہوگی تو انکو شروع سال سے خریدار سمجھا جائیگا اور پہلے ماہ کے رسائل انکو روانہ کردیے جائینگے اور اگر نصف سال کے بعد خریدار ہونگے تو انہیں اختیار ہوگا کہ وہ شروع سال سے خریدار بنیں یا سال کی پچھلی ششماہی سے۔

۴۔ عام خریدار رسالہ سے سالانہ ۳ روپیہ اور ششماہی ۱۲/ ممبران جماعت عشاق مبارکہ سے سالانہ عہ اور ششماہی ۸/ لیا جائیگا۔

۵۔ قیمت فی پرچہ ۵/ علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔

۶۔ قیمت سالانہ یا ششماہی پیشگی لیجائیگی غیر ممالک سے صرف ۱ سفید زائد لیا جائیگا جنکو اونکا محصول بشانی نہیں ہی۔

۷۔ بجز ان اصحاب کے جو پیشگی قیمت داخل کر چکے ہیں جملہ حضرات کو پہلا پرچہ بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا اور فیس منی آرڈر رجسٹری کا اضافہ کرکے ۳ روپیہ ۱۲ آنہ کا وی پی ہوگا۔

۸۔ رسالہ کسی صاحب کی خدمت میں بلا طلب وی پی روانہ نہیں کیا جاسکیگا۔

۹۔ چندہ کی میعاد ختم ہوجانے پر اگر خریدار کیطرف سے کوئی انکاری اطلاع موصول نہوئی تو انکو رسالہ وی پی کیا جائیگا جسکا وصول کرنا اونکا اخلاقی فرض ہوگا۔

۱۰۔ ہر مضمون بعد انتخاب درج رسالہ ہوسکیگا۔

۱۱۔ ہر مضمون میں مدیر کو ترمیم و تنسیخ کا اختیار رہے گا۔

۱۲۔ اگر کسی صاحب کے پاس ماہ رواں کا رسالہ نہ پہونچے تو انکو چاہیے کہ ۵ تاریخ تک اسکی اطلاع دفتر میں کردیں رسالہ حاضر کردیا جائیگا اور اگر ۱۵ تاریخ کے بعد اطلاع دی گئی تو رسالہ بلا قیمت روانہ نہیں کیا جائے گا۔

اجرت اشتہارات			
تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	۱/۳ صفحہ
۱- مرتبہ	سے	عا	عمر
۳- مرتبہ	لعہ	سعہ	للعہ
۶- مرتبہ	للعہ	لعہ	سعہ
۱۲- مرتبہ	دعہ	للعہ	لعہ

اغراض و مقاصد رسالہ

اسلام کی حمایت - مذہب اہلسنت کی نصرت - مخالفین کے جواب - مسلمانوں کی مذہبی اخلاقی معاشرتی اصلاح

خصوصیات

۱ مضامین مستندین علمائے اہلسنت اور بہترین اہل قلم کے درج کیے جائینگے۔

۲ زبان کی حسن و لطافت کا خاص لحاظ رہے گا۔

۳ ہر مسئلہ میں سنجیدگی و متانت سے محققانہ بحثیں ہونگی۔

۴ مبالغہ و افراط و تفریط سے اجتناب لازم ہوگا۔

کلام حسن

ریختۂ کلک جواہر سلک امام الفصحا حضرت مولٰنا مولوی حسن رضا خانصاحب رحمۃ اللہ تعالے علیہ
قادری برکاتی بریلوی

عکس افگن ہو جو اون کا روئے روشن آب میں
جلوہ آرا ہو جمالِ دشتِ ایمن آب میں

جب ہو اوس حسنِ رنگیں عکس افگن آب میں
دامن گلچیں بنے موجوں کے دامن آب میں

جب پڑے ہی وحشت زدوں کی خاکِ مدفن آب میں
ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے موجوں نے دامن آب میں

ہجر میں رونے سے یہ حالت ہے فلک کی جسطرح
نیلوفر ڈوبا ہوا ہوتا ہے گردون آب میں

اب بھی اے قاتل مرے دل کی لگی بجھتی نہیں
گو ہوں آب تیغ سے میں تا بگردن آب میں

میر دریا کو وہ گل جانے تو بلبل کیطرح
بلبلے ہوں مدحِ عارض میں نوا زن آب میں

آپ ہی بیڑے ڈبوئیں آپ ہی پھر حکم دیں
ڈوب تو ہشیار ہاں تر ہو نہ دامن آب میں

جب وہ آئے گوہرِ دنداں کا صدقہ بانٹنے
دوڑ کر پھیلا دیے موجوں نے دامن آب میں

ہو اگر تر دامنوں پر مہر اے مہرِ کرم
خشک ہوتے ہیں ابھی موجوں کے دامن آب میں

دل سلگ اوٹھا جو یاد آئی تری چین جبیں
آگ بھڑکانے لگے موجوں کے دامن آب میں

موج کے دامن کی کلیاں کھل گئیں آئی بہار
ہے یہ کسکا حسنِ رنگیں عکس افگن آب میں

سوزِ غم سے پانی پانی دل ہے دلمیں سوزِ غم
آب آتش میں ہے پیدا آگ روشن آب میں

باغ میں وہ گل لبِ جو رنگ و عکس حسن سے
آ گلستن میں دکھاتا ہے تو گلشن آب میں

چشمِ گریاں میں بسی ہے اونکی مہندی کی بہار
طائرِ رنگِ حنا کا ہے نشیمن آب میں

یادِ رخ میں گر لبِ جو سوزِ دل ظاہر کروں
ہو حبابوں کے کنول میں شمع روشن آب میں

ماہیِ بے آب جیسے خاک پر تڑپے حسن
اشکبارِ ہجر ہیں یون سوتے پاران آب میں

۷۸۶

جلد - (۱)	بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۴۵ھ	چندہ سالانہ (۳)
نمبر - (۸)		قیمت فی رسالہ (۵/)

مبارک - مبارک - مبارک

اے آسمان سرور کے تاباں اور نوزائیدہ ہلال! اے حجاب عدم سے فلک شہود پر دلفریب اداؤں کے ساتھ جلوہ نما ہو کر فضائے کائنات کو حقیقی مسرتوں سے لبریز کر دینے والے درخشاں چاند! اے افق مغرب سے جلوہ ریز ہو کر موجودات عالم کو کیف نشاط سے مست و سرشار کر دینے والے! اور اے دل کے مغموم اور پژمردہ غنچوں کو نشہ مسرت چھڑک چھڑک کر کنول کے پھول کیطرح کھلا دینے والے روشن چاند! کیا تو نوید عید لایا ہے؟ اے شاہد

فلک کے پرخم ابرو! اور اے شفاف لیکن نیلگوں سطحہ سما پر - خمیدہ - مگر باریک خط قدرت! کیا تو ہلال عید ہے؟

اے زاویۂ عزلت سے منظر عام پر نکل کر کائنات کی مضطرب اور بیقرار نظروں کے جھرمٹ میں بلاکشان انتظار کو خطبۂ مسرت سنا سنا کر سکون مطلق اور نشاط و انبساط کی گرانبہا ودیعت تفویض فرمانے والے! کیا تیرا ہی مدت سے انتظار تھا؟ اور کیا تیرے ہی لیے بادۂ شوق بیتاب تھی؟ تو اے تراشیدۂ ید قدرت! اور اے عشرت بیز مگر نازک اندام ہلال! تیرے حسن کی لمعانیاں کسدرجہ دیدہ زیب ہیں؟ کائنات مسرور لیکن شوق بھری نگاہوں سے مگر سکتہ میں آکر تجھے دیکھ رہی ہے - عالم کی بیقرار نظروں کا فضا ر آسمان پر تیرے گرد والہانہ ہجوم ہے - مگر وہ وارفتۂ جمال ہیں - اور اونکا ہر تحرک اور ہر جنبش تیری محراب ابرو کے طواف نیاز کے لیے بے قرار -

۴ میں بھی ایک جانب — عالم سکوت میں — محو نظارہ ہوں — لیکن - میرے خمخانۂ دل سے لاتعداد ہی جوشیلے جذبات نکل نکل کر میرے تار نظر پر - کمند آسا چڑھ چڑھ کر تجھ تک پہونچتے ہیں — اور مستانہ وار تیری پابوسی کرتے ہیں - لیکن اے مجسمۂ نور! اور اے روشن چاند! تیرا نظارہ کسقدر خمار آلود ہے؟ اسوقت عالم امکان کی ہر ہر شی بادۂ سرور سے مخمور ہے - اور کائنات عالم کے ذرہ ذرہ پر ایک تازہ مسرت چھا رہی ہے - تو اے صفحۂ دل پر نورانی کرنوں سے بخط زر — تبصرۂ عید لکھنے والے — چاند! اور اے تیغ نشاط سے ملک غم کا استیصال کرنے والے — ہلال - کیا تو ہی عید کا چاند ہے؟ اور کیا تیری ہی دید کا نام عید ہے؟

اے صبح عید کی نشاط آگین اور پر کیف بیاض! اور اے پر انوار سحر کی مسرت ریز - مسکراہٹ! کیا واقعی آج عید ہے اے اوراق گل پر موتی کیطرح درخشاں اور سیماب کی

مثلِ شبنم کے مرتعش قطرو! کیا تم بھی آج مسرور ہو؟ اے پھول کی نرم اور نازک شاخ پر
تبسم ریز غنچو اور اے عید کی مسرت آمود کیفیات میں جھولا جھولنے والی دوشیزہ کلیو! کیا
کہیں تم نے بھی مژدۂ عید سن لیا ہے؟ اے سطحِ آب پر موجوں کی نغمہ ریزی سے رقص
کرنے والے حباب! کیا تو بھی مئے نشاط سے سرشار ہے؟ اے بلبل کی نیم مترنم مگر
فضائے چمن میں گونج جانے والی اور کیف و سرور میں ڈوبی ہوئی آواز! کیا میں بھی ترانۂ
عندلیب سے مست ہو جاؤں؟ اور کیا میں بھی یقین کروں — کہ آج عید سعید ہے؟

اے صائم النہار اور قائم اللیل بزرگو! اور اے عطر بیز اور زریں لباس پہنکر
دوگانۂ عید ادا کرنے والے نوجوانو! کیا سچ مچ تم آج مسرور ہو؟ اور کیا واقعی تمہارے
دلوں میں جذبات مسرت کا تلاطم ہے؟ آج جبکہ شاداب اور مسرور چہروں سے رنگ بشاشت
ٹپک رہا ہے — آج جبکہ گلے مل مل کر اظہار مسرت کیا جا رہا ہے — آج جبکہ — عید مبارک
عید مبارک — کی پیاری اور دلکش صداؤں سے فضا گونج رہی ہے — تمہارا روحانی
دوست یادگار رضا بھی عین اسی وقت عید کی مسرور کیفیات سے مست ہو کر ہدیۂ مبارکباد
پیش کرتا ہے؟ اور فراوانی سرور سے بیخود ہو کر مبارک مبارک ناظرین یادگار رضا کو
عید مبارک کہتا ہے۔

از خاکسار ابو المعانی مدیر۔

اسلام اور قربانی

گزشتہ سے پیوستہ

وہ شعائر اسلامی جنکو مخالفین مراسم قدیمہ و تقویم پارینہ کی تقلید اور جور و ستم کا مرقع بنانے میں زور زبان، زور قلم، جولانی طبع اور بلندی تخییل دکھاتے ہیں اون میں رسم قربانی کا نمبر اسلامی جنگ کے بعد سب سے اول ہے۔ جنگ اسلامی پر ہم ایک مستقل مضمون زیر عنوان "اسلام اور تلوار" لکھ چکے ہیں جو اسی رسالہ یادگار رضا میں شائع ہو چکا ہے اوس میں اسلامی جنگ کا فلسفہ سمجھایا گیا ہے جسکے بعد انحراف وہی کریگا جس نے قبول حق سے اعراض کرنے کا عزم مصمم کر لیا ہو۔

قربانی پر جو مخالفین کے اعتراضات ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ روح ایثار کے خلاف سخت دلی و قسی القلبی و ظلم و ستم کا موجب۔ رسم جاہلیت کا دوسرا نقشہ۔ اور بہیمیت و بربریت ہے

اگر اسلامی قربانی کو ذرا غور سے دیکھا جائے تو اعتراضات بالا بالکل باد رہوا معلوم ہوتے ہیں قربانی کا حکم حج کے بعد دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب انسان تمامی پرستیوں سے سبکدوش ہو کر تکمیل روح کے درجہ پر فائز ہونے والا ہے اوس وقت ضرورت اسبات کی ہے کہ وہ اپنی بہیمیت کا بھی جو اس درجہ علیا تک رسائی میں حارج ہے اس نہج سے خاتمہ کرے جسکا اثر خفائے بہیمیت ہو۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ انسان صفات بہیمی و صفات ملکوتی دونوں کا مجموعہ ہے۔ اسلام انسان سے تمام صفات بہیمی چھڑانے اور صفات قدسیہ اور روحانی طاقتوں کو بڑھانے کے لیے آیا ہے تاکہ وہ انسانیت سے بھی اشرف و اعلے درجہ پر فائز ہو۔ اس لیے تعبدات اسلامیہ رفتہ رفتہ بہیمی خواص چھڑاتی رہتی ہیں اور بعد تزکیۂ نفس انسانی تمام بہیمی خواص سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو بعد حج آدمی حیوان کی قربانی کرکے گویا اپنی بہیمیت پر چھری پھیر رہا ہے اور فنائے جسم اور جسمانیات اور علائق کی قطع

عرق کا نمونہ منظر عام میں پیش کرا اونکو عبرت کا سبق لیتا ہے محض زبان سے کہنے سے وہ
اثر پیدا نہیں ہوسکتا جو عمل پیدا کرتا ہے اس فعل سے گویا تکمیل نفس انسانی ہے یعنی ایثار
کا کمال نفس حیوانی کو فنا کرتا ہے اور قوت روحانی کے سوا اوسمیں کچھ باقی نرکھنا جو اس عملی طریقہ
نے بااحسن وجوہ انجام دیا۔ تعلیمات کے دلنشین کرانے کا بہترین ذریعہ اونپر عمل ہے جس سے رسم
پیدا ہوتی ہے اوس رسم کی ادائیگی کا طریقہ ہی خاص بات ہے اگر طریقہ خراب کر دیا گیا تو
اوس رسم کی شکل کچھ سے کچھ ہوکر اصل تعلیم پر اثر ڈالے گی۔ نخوکو فانی جاننے اور خودی کو فنا کرنے
کی بہتر صورت یہی ہے کہ حیوانیت کی مجسمہ (یعنی اپنے مثل دوسرے جاندار) پر انسان چھری پھیر دے
صرف یہی طریقہ ہوسکتا ہے۔ جس سے یہ مشکل ترین تعلیم عملی طریقہ سے دلنشین کرائی جاسکے۔

مراسم قدیمہ سے اس رسم اسلامی کی تشبیہہ قیاس مع الفارق ہے[عـ۵]۔ اسلامی قربانی کا
ماحول ہی اس تشبیہہ کی غلطی ثابت کرنیکو کافی ہے۔ اسلام کی تعلیمات ایثار کا کمال حج میں ہوتا ہم
اوپر ثابت کرائے جسمیں جانور کو بھی بے حکم خداوندی تکلیف دینا ممنوع ہے اوس کے بعد قربانی
کا حکم تکمیل روح ایثار اور فنائے حیوانیت کا حکیمانہ سبق عبرت نہیں تو اور کیا ہے
کیا مراسم جاہلیت میں یا دیگر مذاہب موجودہ میں قربانی کی ایسے ہی ماحول تھی یا نہیں وہاں
تو صرف دیوتاؤں یا سینٹس (saints) کی خوشنودی اور برادری مراد و خواہش مدنظر
تھی اور ہے۔

جب قرائن و ماحول اور تعلیم اسلامی کے بنیادی اصول سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ

(حاشیہ صفحہ ۶) عـ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ حج کرنے نہیں جاتے انکو کیوں قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ انکو
ایک اعلیٰ فعل کی تقلید ہی کی ضرورت ہے تاکہ اصل تعلیم پیش نظر رہے۔ تاکہ اونمیں بھی حیوانیت کے قتل کا جذبہ پیدا ہوتا رہے ثانیاً یہ کہ جیسا ہم نے
اسی مضمون میں آگے چل کر دکھایا ہے قربانی کے دوسرے پہلو بھی ہیں یعنی تقلید فعل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور امتثال حکم الٰہی یہ صفات اون
اشخاص میں بھی پیدا کرتا ہے جو حج کو نہیں جاسکتے۔

عـ۵ یعنی یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جسطرح اہل ہنود میں دیوتاؤں کی بھینٹ۔ عیسائیوں میں (saints) ہر سینٹ کے نام سے قربانی
کی جاتی ہے اسیطرح یہ رسم اسلامی ان ہی مراسم قدیمہ کا ایک خاکہ یا نقشہ ہے۔

قربانی کا مطلب ذبیحہ نفس حیوانی اور انسان کو درجہ کمال پر فائز ہونے کا ذریعہ بناتا ہے تو یہ اعتراض کہ اس سے سخت دلی و ظلم پیدا ہوتا ہے صریح غلطی ہے - یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ کہا جائے کہ کمزوروں کی حمایت قسی القلبی پیدا کرنیکا سبب ہے - کیا یہ اعتراض بات کو بدلنے - اصل مطلب پر پردہ ڈالنے کے ہم معنی نہو گا - ہر بات کی اچھائی یا برائی اوس غرض کے تعلق سے ہوتی ہے جو اوس سے وابستہ ہوتی ہے مثلاً جنگ کے اچھے اور برے دونوں پہلو ہیں - اب اگر تکمیل غرض صحیح مثلاً حمایت عاجز و کمزور اوس سے وابستہ ہے تو آلات حرب کے استعمال کا اس سے بہتر مصرف نہیں ہو سکتا لیکن اگر آدمی آلات حرب اغراض قبیحہ پورا کرنے کے لیے اٹھائے جائیں تو اوس سے مذموم دوسری شے نہیں ہو سکتی - بالکل اسیطرح اگر قربانی سے مطلب حیوانیت کو قتل کرنے کا جذبہ پیدا کرنا بلکہ اوسکو عملی صورت سے (جہانتک کہ ممکن ہے) کر دکھانا ہی تو غرض محمود ہے لیکن اگر اس سے دیوتاؤں کی خوشنودی مد نظر ہے تو بیشک وحشت و بربریت ظلم و ستم سخت دلی و قسی القلبی ہے -

یہانتک ہمنے اسلامی رسم قربانی کو ایثار کے ماتحت بیان کیا ہے اوسی سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کا ایثاری رخ بھی دکھایا ہے اور قربانی پر جو مخالفین کے اعتراضات ہیں اونکی تردید بھی کر دی ہے - اب ہم قربانی کو ایثار سے علیحدہ کرکے اوسکے دوسرے پہلوؤں پر بھی کچھ روشنی ڈالنا چاہتے ہیں -

ہمنے اوپر بیان کیا کہ کسی رسم کی ادائیگی کا طریقہ ہی خاص بات ہے یہ قربانی حضرت ابراہیم علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اون کی تقلید کی مثال زندہ رکھنے کو کیجاتی ہے اوس نبی حق ہادی برحق نے راہ خدا میں اپنی عزیز ترین چیز یعنی بیٹے کی قربانی سے بھی درگزر نہیں کی - حکم الہی پر لبیک کہنے کا یہ حال کہ چاہے فرزند ہی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنیکا حکم کیوں نہو امتثال امر الٰہی مد نظر اور محبت اور شفقت سب بالائے طاق - حکم الہی کی ایسی نفیس ترین پابندی اس امر کی متقاضی ہے کہ فاعل کے فعل کی اس طریقہ سے یادگار قائم کی جائے

جس سے اوس کی یاد و قیام قیامت تک باقی رہے اور جس سے اوس اصول کی عظمت و تقلید جس کی پابندی میں فاعل نے وہ فعل کیا قلوب انسانی میں جاگزیں رہے - اور یہ باتیں اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتیں جب تک اوس نہج سے وہ رسم ادا نہ کی جائے اسے یون سمجھو کہ جنگ یورپ کے التوا کی یادگار - اسطرح قائم کی گئی ہے کہ ۱۱ر نومبر کو ۱۱ بجے ۲ منٹ تک ہر شخص پر عالم سکوت طاری رہے اوس وقت تمام ریلیں جہازات - گاڑیاں روک دینے کا حکم ہے - یہ طریقہ اختیار کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ایک عظیم بات کی ایسی نہج سے یادگار قائم کی جائے جو اوسکی متقاضی و مناسب ہو - اور جو اوسکی عظمت قلوب میں قائم کر سکے - اگر ۱۱ - نومبر کو بجائے خاموشی اعلان خوشی کیا جاتا تو وہ صورت پیدا نہ ہوتی اوس اولوالعزم صبار و وقار پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے بے مثال - بلند و بالا ارفع و اعلے فعل کی یادگار اونکے حکم الٰہی پر سر نیاز خم کرنے کی مثال اس طرح قائم ہوئی تھی کہ وہی فعل کرنے کا حکم دیا گیا -

پھر یہ بھی قابل غور امر ہے کہ قربانی کا حکم بعد نماز عید الضحےٰ دیا گیا ہے جسکے خطبہ میں واقعات صحیحہ کا ذکر اور مسلمانوں کو امر الٰہی ماننے کی تلقین اور ایک نبی مرسل کی تقلید کا حکم دیا جاتا ہے اوسکی یہی وجہ ہے کہ یہ رسم اوس مقصد کے حصول میں جسکے لیے وہ وضع کیگئی ہے ناکامیاب نہ ثابت ہو اور تاکہ یادگار ابراہیمی اور امتثال امر الٰہی مسلمانوں کے پیش نظر رہے اور محض لذائذ زبان اس رسم کی ادائگی کا باعث نہ قرار دے لیے جائیں - جب ہر سال صحیح واقعات کا ذکر کیا جائے تو ناممکن ہے کہ مقصد تعلیم فوت ہو جائے ایسی سخت احتیاط کی یہی وجہ ہے کہ حکم الٰہی ماننے کی روح پیدا ہو جور و ستم اور طمع لذائذ زبان اسکا ہرگز مقصد نہیں -

چاہے جس مطمح نظر سے دیکھو اسلامی قربانی جامع ہر حسن نظر آئیگی - اگر ایک نظریہ سے فنائے جسمانیات کا سبق پڑھاتی ہے تو دوسرے اصول سے وہ ایک اعلیٰ فعل کی یادگار بھی قائم کرتی ہے - اگر ایک جانب اوس سے تکمیل روح مقصود ہے تو دوسری جانب حکم الٰہی

نانے کا ذریعہ بھی ہے۔

یہ مختصراً اسلام کی ایک رسم کی تشریح ہے اس مذہب حق کی جملہ اسم و تعلیمات ایسی ہی اصول پر مبنی ہیں۔ یہی باتیں دیکھکر انسان مست ہو کر کہنے لگتا ہے کہ۔ ہاں اے اسلام اے پیارے اسلام۔ تجھ پر میری جان قربان۔ تجھ میں وہ جواہر زواہر ہیں جنکی چمک دمک کے مقابل دوسرے ریزے مانند کنکر پتھر معلوم ہوتے ہیں۔ اور تیرے اون جواہر کو انسان نقد جان بیچکر مول لینے کو تیار ہے۔ تو ایسے حسن کا مالک ہے جسپر ہر ذرا سی سمجھ والا دالہ و شیفتہ ہے۔ تجھ میں وہ خوبی و رعنائی ہے جسپر ہر دل پروانہ وار نثار ہے تیری تعلیمات ایسی مکمل ہیں جنمیں تغیر و تبدل کی گنجایش ہی نہیں۔ تیرے ہر اصول میں وہ گہرا فلسفہ ہے جسکے آگے سب فلسفے ہیچ ہیں اور جسپر جسقدر زیادہ غور کیا جائے اوسی قدر باریک تر نتائج تیرہ سو برس سے آجتک نکلتے چلے آتے ہیں۔ تیری تعلیم میں وہ اعلےٰ منطق ہے جسپر منطق یونان و یورپ فدا و نثار ہے۔ اور اوسی کے ساتھ ساتھ تجھ میں وہ سادگی ہے کہ جاہل سا جاہل تیرے اصول سمجھ سکتا ہے۔ لیکن افسوس اے اسلام تیرے پیروں نے تیری پر از حکمت تعلیمات کو قریب قریب بھلا دیا ہے وہ اغیار کی بیجا تقلید کے پھندوں میں گرفتار ہیں۔

اپنے رب تبارک و تعالےٰ سے التجا کر کہ وہ عز جلالہ مسلمانوں کو تیرے سچے اصول پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اون کو پھر وہی عزت۔ وہی وقار۔ وہی وجاہت نصیب فرمائے جو اون کو کسی زمانہ میں حاصل تھی۔

آؤ اے مسلمانو اسلام کی اس صدا پر سب مل کر آمین کہیں۔

آمین یا رب العٰلمین

سورۃ الفاتحہ

(از ابو الحسنات جناب مولٰنا مولوی حکیم محمد احمد صاحب الوری دامت برکاتہم -)

اس سورۂ مبارکہ کے نام بہت ہیں - چند اسما، معہ وجہ تسمیہ نذر ناظرین ہیں - فاتحۃ الکتاب اس نام سے مسمی کرنے کا سبب یہ ہے کہ قرآن مجید، فرقان حمید اس ہی سورہ کے ساتھ شروع ہوتا ہے -

(۲) سورۃ الحمد - اس لیے کہ اسکا ابتدائی لفظ ہی حمد ہے -

(۳) سورۃ الشکر - اس وجہ سے کہ حمد بنیاد شکر ہے - جس نے حمد کا طریقہ جان لیا اوسکو قواعد شکر بھی آ گئے -

(۴) سورۃ الکنز - حضرت مولیٰ علی شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا نزلت سورۃ الفاتحۃ من کنز تحت العرش - سورہ فاتحہ اوس خزانہ سے نازل ہوئی جو تحت عرش ہے - اس بنا پر اس کا نام سورۃ الکنز ہے -

(۵) سورۃ المناجات - اس لیے کہ بندہ اسکے ذریعہ جیسی مناجات جناب باری میں کر سکتا ہے کسی اور ذریعہ سے نہیں ہو سکتی -

(۶) سورۃ التفویض - بندہ ایاک نستعین کہکر اپنے تمام کاروبار حضرت حق جل مجدہ کے سپرد کردیتا ہے جو طریقہ رحمت مجسم تاجدار عرب و عجم تھا کہ آپ دعا ہی یہ فرماتے - اللھم خرلی واخترلی ولا تکلنی الی اختیاری -

(۷) سورۃ فاتحہ - نماز میں اولاہی پڑھنی واجب ہے -

(۸) سورۃ الوافیہ - اسکے قاری کو وافی و کافی ثواب ملتا ہے

(۹) سورۃ الشافیہ - حضور اکرم نبی محترم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الحمد شفاء لکل داء اور فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء۔ الحمد ہر مرض کے لیے شفا ہے۔ اس وجہ سے اس سورۂ مبارکہ کو شافیہ فرمایا۔

(۱۰) سورۃ الرقیہ۔ رقی کہتے ہیں منتر کو جس سے مریض پر فوری اثر ہوتا ہے۔ ایک صحابی نے مرگی والے پر یہ سورۂ مبارکہ پڑھکر دم کی وہ شفایاب ہو گیا۔
ایک صحابی نے حالتِ سفر میں مار گزیدہ کے لیے پانی پر پڑھ کے پلایا اوسے شفا ہوئی۔

(۱۱) سورۃ الاساس۔ چونکہ بنیاد نماز قراءت فاتحہ پر موقوف ہے اس لیے کہ ارکان صلاۃ میں یہ سورہ بھی رکن نماز ہے۔ بدین سبب اسے سورۃ الاساس فرمایا۔

(۱۲) سورۃ الصلوۃ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جان خرکی ہمد طیبہ امام مکہ علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا کہ اللہ جل وعلا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ مینے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے نصف اپنے لیے۔ اور نصف بندے کے واسطے۔

جب بندہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے ملائکہ سے فرماتا ہے دیکھو میرے بندے نے مجھے یاد کیا۔ جب کہتا ہو الحمد للہ رب العلمین۔ ارشاد فرماتا ہے میرا بندہ میری خوبیاں بیان کر رہا ہے۔ جب الرحمن الرحیم کہتا ہے فرماتا ہے میرے بندہ نے میری بزرگی وتعظیم بیان کی۔ جب کہتا ہے مالک یوم الدین فرماتا ہے کہ میری بزرگی بیان کر رہا ہے۔ جب کہتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ارشاد فرماتا ہے یہ قول مشترک ہو میرے اور بندے کے درمیان اس لیے کہ عبادت میرا حق ہے اور طلب امداد بندیکا۔ ایاک نعبد کہکر میرا حق ادا کیا اور ایاک نستعین کہکر اپنا حق مجھ سے طلب کیا۔ جب کہتا ہے۔

اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
حضرت عزت عظمتہٗ فرماتا ہے یہ مضمون تمام بندے کے لیے ہے۔ میں اسکا
مطالبہ اُسسے دونگا اور سیدھا راستہ دکھاونگا غضب وگمراہی سے
مصئون ومحفوظ رکھونگا۔ بنا برایں سورۃ الصلوۃ نام ہوا۔ کہ بندہ نماز میں
پڑھکر مرادیں مانگتا اور دامن امید بھرتا ہے۔

(۱۳) سورۃ سبع مثانی۔ چونکہ اس سورۂ مبارکہ میں سات آیتیں ہیں بنا برایں سبع مثانی فرمایا۔
فرائض کے دو رکعت میں امام کو اسکا پڑھنا واجب مقتدی منفرد کو بھی
واجب اسوجہ سے مثانی کا لفظ بڑہا۔
بعض نے فرمایا۔ رب جل وعلا کے راہ کے سات دروازہ ہیں اور ہر دروازہ
کی کنجی ہر آیۃ الحمد ہے۔ جب اس سورہ مبارکہ کو تمامہ مصلی پڑہ لیتا ہے
ساتوں دروازہ اوسپر کھلجاتے اور رحمت الٰہی نازل ہوجاتی ہے۔
یہی سبب ہے کہ آقائے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے الصلوۃ معراج المومنین
ارشاد فرمایا۔ ساتوں دروازے یہ ہیں۔
اوّل باب ذکر۔ دوّم باب شکر۔ سوّم باب رجا۔ چہارم باب خوف
پنجم باب اخلاص۔ ششم باب دعا۔ ہفتم باب اُنس۔

انتباہ

گروہ غیر مقلدین خذلہم اللہ تعالیٰ اس حدیث کو اکثر حجت لاکر فاتحہ
خلف الامام ثابت کرتا ہے۔ دوسری دلیل لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب
یعنی نماز نہیں مگر الحمد کے ساتھ۔ لہذا اس امر کا خیال رہے کہ فرمان نبی ہاشمی
کا خلاف نہ ہوجائے جس ہستی مقدس نے یہ حکم فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اوسی ہستی پاک کا یہ قول فیصل ہے۔ من کان لہ امام فقرآۃ الامام لہ قرأۃ

جو نماز امام کے ساتھ پڑھ رہا ہے اوسکے امام کے قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

اوالحمد اللہ خلف امام احناف میں ناجائز ہے۔

(۱۴) سوۃ قرآن عظیم - بدیں وجہ کہ تمام سورہ قرآنیہ کی تلاوت سے اس سورۂ مبارکہ کے تلاوت کا اجر عظیم ہے۔

(۱۵) سوۃ تعلیم المسئلہ - اس سبب سے کہ طریقۂ سوال اپنی بندے کو اس سورۂ مبارکہ میں سکھایا گیا ہے۔

(۱۶) سوۃ کافیہ - حدیث میں آیا کہ اس سورۂ مبارکہ کی قرأت تمام قرآن کی قرأت پر کافی اور تمام قرآن کے تلاوت بغیر اس سورہ کے اجر میں ناکافی ہے۔

(۱۷) سوۃ ام الکتاب - تمام قرآن اس سورۂ مبارکہ میں ہے - جیسے تمام انسان بطن اُم میں ہوتا ہے۔

(۱۸) سوۃ ام القرآن - ایضاً " " " " " " " " "

نکتہ عجیبہ -

(۱۹) سوۃ الرحمت - اس سورۂ مبارکہ کا مجسم رحمت ہونا یوں بھی ثابت ہے کہ ثا - جیم - خا - زا - شین - ظا - فا -

یہ حروف حروف تہجی سے اس میں نہیں - اس لیے کہ یہ ساتوں حروف اون سات غذابوں پر وال ہیں جو جہنم میں مشرکین پر جناب باری کے طرف سے ہونگی

ثا سے عذاب ثبور ہے - یعنی ہلاکت - ج سے جحیم ہے خ سے خزی یعنی ہر طرح کا خسر ہے زا سے زفیر - جو آواز اہلِ جہنم کا نام ہے - یا زقوم - جو اہل جہنم کی خوراک ہوگی -

شین سے مراد شہیق اہل نار ہے - کما قال تعالیٰ لھم فیھا زفیر و شھیق خلدین فیھا - دوزخیوں کو دوزخ میں دوامی چیخنا پکارنا ہے - ظا سے مراد لظیٰ کہ طبقہ جہنم کا نام ہے

فا سے مراد فراق کہ ہر مجرم جہنم میں ہر ایک سے جدا رہے گا۔

فضائل سورۂ مبارکہ موصوفہ

جو شخص اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت بخشوع و خضوع کرتا ہے وہ انشاء اللہ تعالےٰ ساتوں قسم کے عذاب سے مصؤن ہے۔

انسان میں تین چیزیں ایسی ہیں کہ شیطان اونکی مدد سے انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اوّل۔ شہوت۔ کہ اسکے باعث اپنے اوپر ہر طرح کا ظلم کرتا ہے۔

دوم۔ غضب۔ کہ اسکے سبب غیر پر ظلم روا ہو جاتا ہے۔

سوم۔ حرص و ہوا۔ کہ اسکی وجہ سے اپنے رب کی نافرمانیاں کر گزرتا ہے۔

جو شخص اس سورۂ مبارکہ کو بہ نیت دعا پڑھتا رہے وہ ان تینوں بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔

علاوہ ازیں بہت سے فضائل ہیں جو انشاء اللہ تعالےٰ کسی موقعہ پر مفصل عرض کرونگا۔

چونکہ درحقیقت یہ میرا پہلا مضمون ہے اس لیے سورۂ فاتحہ سے شروع کر کے استعانت کرتا ہوں کہ اللہ جل وعلا اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں مجھے اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ ہر ماہ خدمت یادگار ضیا میں حاضر ہوتا رہوں اس لیے کہ

أُحِبُّ الصّٰلِحِين ولست منهم   لعل اللّٰه يرزقني صلاحا

(فقیر قادری خادم الحکما ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی اشرفی مشہدی الوری)

شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

لاحق بسابق

ہمچو نے زہرے و تریاقی کہ دید   ہمچو نے دمساز و مشتاقی کہ دید

نے انسان کامل دمساز باعتبار قرب و وصال مشتاق باعتبار طلب ترقی مدارج قرب۔ شعر بالا میں انسان کامل کی غمخواری و مدد کو بیان فرمایا تھا اس شعر میں اُسکی تکمیل اور اوسکے فوائد سے محرومی کی تقبیح کیطرف اشارہ فرماتے ہیں کہ انسان کامل کی مانند نہ کوئی زہر ہے یعنی اپنے منکرین و بدعقیدہ

لوگوں کے حق میں - اور نہ کوئی تریاق نافع ہے یعنی اپنے معتقدین و مستفیدین کے
حق میں اور ہو سکتا ہے کہ شعر بالا کے مصراع ثانی سے یہ شعر مرتبط ہو - اور نے سے نالۂ نے یعنی
انسان کامل کا نالۂ قلبی کہ داعی الی الحق ہے اوس سے طلب اور رفع غفلت ہوتی ہے جسکے
لیے ترک شہوات و تقلیل مباحات لازم ہے نفس کے لیے ناگوار و مہلک اور روح کے لیے خوشگوار و
نافع تریاق ہے اسلیے فرماتے ہیں کہ نے کی مانند نہ کوئی زہر ہے یعنی نفس کے حق میں اور نکوئی تریاق ہے یعنی روح کیلیے
اور جب دوسروں کی روح کے حق میں ایسا ہی تو اپنے حق میں خوشگواری و لذت کس درجہ ہوگی - تو فرماتے ہیں کہ
انسان کامل باوجودیکہ دمساز و یعنی واصل ہے لیکن عین وصل میں بھی مضطرب و بیسکون اور میدان طلب میں زیادہ سرگردان
ہے اسلیے کہ ہر مرتبہ قرب کے بعد مرتبہ قرب ہی لاالی نہایتہ - بعض حضرات نے کو ظاہر پر حمل کرتے ہیں کہ یہاں مولانا
سماع کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں چونکہ حضرت عارف رومی قدس سرہ صاحب سماع تھے تسمیۃ لذی الالہ بالالہ
چونکہ عزفائے یعنی بانسری آلات غنا میں سے ہے - فرماتے ہیں کہ سماع کی مانند نکوئی زہر ہے یعنی غیر مستجمع الشرائط
اور نہ کوئی تریاق ہے یعنی جامع شرائط کے حق میں
کے حق میں کہ درد طلب پیدا کرتا ہے اور یہ مطلب مثنوی شریف کے بعض اشعار سے بھی مفہوم ہوتا ہے - چنانچہ ایک ۱۴۱
موقع پر فرماتے ہیں شعر بس غذائے عاشقاں آمد سماع - ہر کہ در بیند خیال اجتماع - دوسرے مصراع میں
فرماتے ہیں کہ نے کی یعنی سماع کی مانند نہ کوئی دمساز و موافق ہے عشاق جامعان شرائط کے حق میں اور نہ کوئی مشتاق ہے
کہ درد مند و نکو مشتاق بنا دیتا ہے - ف جاننا چاہیے کہ سماع خالی از مزامیر و معازف جو آلات لہو ہیں مختلف فیہ ہے
اکثر فقہا و صاحب فتاوی بر بنائے تعمیم احکام جانب احتیاط یعنی عدم جواز ہیں اور بعض فقہا و صوفیہ کا مسلک جواز اہل کیلیے اور عدم جواز غیر اہل
کیلیے ہے اور بنظر تحقیق یہی اختلاف مرتفع ہے اسلیے کہ جو سماع بعض اکابر اولیا قدست اسرارہم سے منقول ہے وہ مزامیر وغیرہ محرمات سے پاک تھا
وہ حضرات جامع شرائط معذور تھے اونکے لیے اباحت میں کسیکو اختلاف نہیں مولانا اوس سماع عاشقان الہی جامعان شرائط کی تجویز ہے اس
سماع مروجہ کو نہ مانا کہ باوجود بکثرت امور غیر مشروعہ کے شامل ہونیکے خود سامعین میں سے کتنے اہل ہوتے ہیں بالجملہ حضرت مولانا اہل یعنی جامع
شرائط کیلیے اوس سماع خالی از مزامیر وغیرہ محرمات کو مفید بایں معنی فرماتے ہیں کہ باعث شوق و سوز طلب ہے نہ بایں سبب کہ موجب رفعت
درجہ و ترقی مقام ہے اسلیے کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تصریح فرماتے ہیں کہ سماع خالی از محرمات و غیر مشروعات گو مباح
ہے اور اوس سے عشاق الہی کے قلب میں فقر و درد و طلب پیدا ہوتا ہے لیکن سبب رفعت درجہ نہیں ہو سکتا - انتہی واللہ اعلم (باقی دارد)

ہدیۂ مدحت بہ بارگاہ حضور پُر نور شیخ الانام۔ حجۃ الاسلام۔ امام اہلسنت سلطان العلما حضرت سیدنا و مولٰنا الحاج مفتی۔ قاری۔ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری بریلوی دام ظلہم الاقدس۔

قبلۂ دیں۔ کعبۂ اہلِ صفا۔ حامد رضا — جانشینِ حضرتِ احمد رضا حامد رضا

سالکِ راہِ حبیبِ کبریا۔ حامد رضا — پیشوا و مقتدا اور رہنما۔ حامد رضا

پاک سیرت۔ پاک صورت۔ پاک باطن۔ پاکباز — سر سے پا تک پاک ہے نام خدا۔ حامد رضا

اے زہے قسمت طفیلِ احمدِ مختار سے — بخشوائیگا ہمیں روزِ جزا حامد رضا

طالبِ راہِ حقیقت کو مبارک یہ خبر — عالم ایجاد میں ہے حق نما۔ حامد رضا

کیوں نہو محبوبِ ربِ دو جہاں انکا لقب — ہے محبِ حضرتِ خیر الورا۔ حامد رضا

حجۃ الاسلام قبلہ۔ پیشوائے اہلِ حق۔ — وارثِ علمِ نبی ہے باخدا حامد رضا

دولتِ عقبٰے سے مالا مال لاکھوں کو کیا — منبعِ جود و سخا۔ کانِ وفا حامد رضا

کیوں نہو خلاق عالم اُسکا ہمدم جبکہ ہو — دوستدار دیاور خلقِ خدا۔ حامد رضا

ہمسے پوچھو ہم بتائیں کیا بریلی کی ہے شان — ہے بجائے حضرتِ احمد رضا۔ حامد رضا

دین کے دونوں اکابر ہیں بلا شک و شبہ
وارثانِ اعلیحضرت مصطفٰے۔ حامد رضا

سگ کوئے رضوی
(خان) عنایت محمد خاں غوری غفر لہ (صدر انجمن معین الاسلام الہ آباد کیٹ گنج)

خلیفہ دوم

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لاحق بسابق

سنہ ۱ ہجری سے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وفات تک حضور کو جتنقدر لڑائیاں پیش آئیں غیر اقوام سے جسقدر مجاہدہ ہوئے اشاعت اسلام کی جو جو تدابیر اختیار کی گئیں انمیں ایک واقعہ بھی ویسا نہ ملیگا جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شرکت نہ پائی جاتی ہو لیکن اس موقع پر اون واقعات کو قلمبند کرنیکا ہمارا خیال نہیں چونکہ اون تمامی واقعات کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سلسلۂ حالات سے ہے اور وہ سیرت نبوی کے اجزا ہیں اگر اون کو لکھا بھی جائے تو تمام واقعات کا عنوان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نام نامی ہوگا نہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا لہذا ہم وہ واقعات و فتوحات و حالات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت کے زریں کارنامے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مرتدین عرب اور مدعیانِ نبوت کا پورا پورا قلع قمع ہو کر ملکی فتوحات کا افتتاح ہو چکا تھا سنہ ۱۲ھ خلافت کے دوسرے ہی سال اہل اسلام عراق پر حملہ آور ہوئے اور حیرہ کے تمام اضلاع کو فتح کرلیا۔ سنہ ۱۳ھ میں شام پر لشکر کشی ہوئی اور افواج اسلامی ہر ضلع میں پھیل گئیں۔ ہنوز ان مہمات کی ابتدا ہی تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے۔

فتوحات عراق حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو سب سے پہلے اونھوں نے اپنی توجہ عراق کی مہم پر مبذول فرمائی۔ بیعتِ خلافت کے لیے

امصار و دیار سے جوق در جوق لوگ آئے اور تین دن تک یہی سلسلہ جاری رہا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اس موقع کو غنیمت جانکر عام مجمع مین جہاد کا وعظ فرمایا لوگ اس خیال سے کہ عراق حکومتِ فارس کا پایۂ تخت ہے اور اسکا حضرت خالد کے بغیر فتح ہونا دشوار ترامر ہے خاموش ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کئی دن متواتر لوگوں کو جمع کرکے وعظ فرمایا مگر کچھ اثر نہ ہوا بالآخر چوتھے دن وہ فصیح و بلیغ اور پرجوش تقریر کہ جس نے حاضرین کے قلوب پر بہت گہرا اثر کیا فدایانِ اسلام کے دل ہل گئے حضرت ابو مثنیٰ شیبانی اوٹھے اور اونھوں نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں مجوسیوں کو آزما چکا ہوں وہ انتہائی بزدل ہیں ہم عراق کے بڑے بڑے اضلاع کو فتح کر چکے ہیں اور عجمیوں پر ہماری شجاعت اور بہادری کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس مجمع میں قبیلہ ثقیف کے نامور اور شجاع سردار حضرت ابو عبید ثقفی بھی تھے وہ حضرت مثنیٰ کی موثر اور پرجوش تقریر سے جوش میں آکر اوٹھے اور نہایت بلند آہنگی اور عالی ہمتی سے مردانہ وار فرمایا کہ (انا لھذا) میں اس کام کے لیے ہوں اونکا یہ فرمانا تھا کہ جاں نثارانِ اسلام کے جذبات میں ایک غیر معمولی ہیجان پیدا ہو گیا اور ہر طرف سے اک شور مچ گیا کہ ہم بھی حاضر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مدینۂ منورہ اور مضافات سے ہزار آدمی منتخب کرکے حضرت ابو عبید کو سپہ سالار بنا دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں عراق پر جو حملہ ہوا اوس سے ایرانیوں کے آنکھ کان ہو گئے تھے۔ چنانچہ پوران دخت نے رستم کو جو فرخ زاد گورنر خراسان کا بیٹا تھا (رستم جوہر شجاعت تو رکھتا ہی تھا مگر ساتھ اسکے مدبر بھی تھا) دربار میں طلب کیا اور اوسکو وزیر جنگ کا عہدہ دیکر یہ کہا کہ تجھ کو سفید و سیاہ کا اختیار ہے یہ کہکر اوسکے سر پر تاج رکھا اور تمام درباریوں کو ہدایت کی کہ وہ رستم کی فرمان برداری سے کبھی روگردانی نکریں اہل فارس اپنی نااتفاقیوں کا خمیازہ بھگت چکے تھے اونھوں نے اوسکے احکام کو دل سے مانا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز میں جس قدر بدنظمیاں تھیں سب زائل ہو گئیں اور سلطنت نے

پھر پہلا سا زور اور قوت پیدا کرلی۔ رستم نے جو پہلی تدبیر اختیار کی وہ یہ تھی کہ اضلاع عراق میں ہر جانب قاصد روانہ کیے جنہوں نے تمام اضلاع عراق میں پھیل کر عراقیوں کے دلوں میں مذہبی حمیت کی ایک برقی رَو دوڑادی اور اہل اسلام کے خلاف بغاوت پیدا کردی چنانچہ حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پہونچنے سے پہلے پہلے جس قدر اضلاع تھے اون میں ایک تہلکہ مچ گیا اور جن جن مقامات پر مسلمانوں کا قبضہ ہوچکا تھا وہ دفعتًا اون سے نکل گئے۔ بوران نے رستم کی امداد کے لیے ایک اور نہایت جری فوج تیار کی اور اس فوج کا نرسی و جاپان کو سپہ سالار مقرر کیا۔ یہ دونوں افسر مختلف راستوں سے عراق کی جانب روانہ ہوئے! ادہر حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالے عنہ بھی حیرۃ تک پہونچ گئے تھے۔ انھیں جب دشمن کی تیاری کی خبر پہونچی تو وہ مصلحتًا خفان کی جانب ہٹ آئے اور جاپان نے نمارق پہونچکر اپنا خیمہ نصب کردیا۔ اس اثناء میں حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی فوج کو آراستہ کیا۔ اور خود پیشقدمی کرکے حملے کے خیال سے آگے بڑھے نمارق پر دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا لشکر اسلام سامان حرب سے خوب آراستہ تھا۔ کمر میں تلوار کاندھوں پر کمان جسم پر زرہیں۔ سروں پر آہنی خود۔ ہاتھوں میں چمکتے ہوئے نیزے۔ اور جابجا اسلامی پرچم لہرالہراکر لشکر کی شان کو اور بھی دوبالا کر رہے تھے۔ جوانان اسلام کے دل میں جانباری اور سرفروشی کے جذبات مچل رہے تھے۔ نعرۂ تکبیر کی فلک بوس آوازوں سے دشت و جبل گونج رہے تھے۔ جاپان نے بھی اپنی فوج میں تیاری کا بگل بجایا اور فوج آناً فاناً تیار ہوگئی اُدہر تو جاپان کی فوج میں باقاعدہ صف بندیاں ہوئیں اور ادہر اسلامی لشکر نہایت قرینہ سے صف آرا ہوا۔ لڑائی کا بگل بجا اور جنگ شروع ہوگئی۔ جاپان کی میمنہ اور میسرہ پر مردان شاہ اور جوشن شاہ دو مشہور اور بہادر سردار تھے جنہوں نے میدان جنگ میں اپنی اپنی جوانمردی اور شجاعت کے خوب جوہر دکھائے اور نہایت ثابت قدمی سے لڑے مگر اہل اسلام کے مقابلہ میں اونکو شکست ہوی اور عین معرکہ میں گرفتار ہوگئے۔ مردان شاہ تو اوسیوقت قتل

کردیا گیا لیکن جاپان عیار تھا وہ ایک حیلہ سے بچ گیا جس شخص نے جاپان کو گرفتار کیا تھا وہ اوسکو پہچانتا نہ تھا۔ جاپان نے کہا میں بوڑھا ہوں اس بڑھاپے میں تمہارے کس کام آسکتا ہوں مجھ کو چھوڑ دو میں اِسکے معاوضہ میں تم کو دو جوان غلام دیتا ہوں اوس نے منظور کرلیا لیکن بعد کو جب لوگوں نے جاپان کو پہچانا تو بہت شور مچایا کہ ہم ایسے سخت دشمن کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے جب یہ خبر حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پہونچی تو انہوں نے لوگوں کو سمجھایا اور یہ فرمایا کہ اسلام میں بدعہدی جائز نہیں حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس جنگ کے بعد کسکر کا ارادہ کیا جہاں نرسی کی فوج پڑی تھی۔ سقاطیہ پہونچکر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا گو نرسی کے ساتھ لشکر بہت زیادہ تعداد میں تھا اور خود بندویہ اور بترویہ کسریٰ کے ماموں زاد بھائی میمنہ و میسرہ پر تھے مگر پھر بھی نرسی لڑائی میں تاخیر کرتا تھا اور اوس کو اون آنیوالی امدادی فوجوں کا انتظار تھا جنکی پایۂ تخت سے روانگی ہو چکی تھی۔ حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس کا علم ہو چکا تھا انھوں نے فوراً ہی بڑھکر جنگ شروع کردی بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ مگر نرسی محمدی کچھار کے شیروں کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکا اور اوسکو شکستِ فاش ہوئی۔

حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس معرکہ آرائی اور فتحیابی کے بعد خود سقاطیہ میں قیام فرمایا۔ اور کچھ فوجیں اِدھر اودھر اس مقصد سے روانہ کردیں کہ ایرانی جہاں جہاں پناہ گزین ہوے ہوں جاکر وہاں سے اونکو نکالدیں۔

(باقی دارد)

(خاکسار مدیر)

بازاء ۷ = ۱۵۵۴۵۵

بازاء ۱ = ۷۷۹۳ / ۱۳۲۴۸۱، ۰

۱۳، ۱۱ کو تعدیل سابق سے گھٹایا۔ چونکہ تعدیل متناقص ہے ۱۶ ۲۱، ۸۵ ہوا اب چونکہ تعدیل ناقص ہے اسیلیے ۱۲ گھنٹے سے اسکو گھٹایا یہ بلدی وقت نصف النہار کا ہوا اور ریلوے وقت کیلیے ۱۲ منٹ ۱۲ سکنڈ اسپر بڑھایا ۱۵، ۵۰ سکنڈ ۵۵ منٹ ۱۱ گھنٹے ہوا معلوم ہوا کہ بریلی میں ۴ نومبر کو ۱۱ بجکر ۵۵ منٹ ۵۰ سکنڈ اعشاریہ ۱۵ پر نصف النہار ہوگا۔

۱۶	۲۱	۹۸،
	۱۳	— ،
۱۶	۲۱	۸۵،
گھنٹے	منٹ	سکنڈ اعشاریہ
۱۲	— ۱۶	۲۱، ۸۵
۱۱	۴۳	۳۸، ۸۵
	+ ۱۲	۱۲
۱۱	۵۵	۵۰، ۱۵

مثال دوم بہار شریف طولہ فۃ لحہ یعنی أ الدٗ لحؔ حاصل الضرب فی ثرہ شۃ شت تمامہ الی الدح رح حاصل قسمتہ علی الدمہ مدل تحویلہ الی الاعشاریۃ ۴۲۷۶۲، ۰ تضاعیفہ

طریق عمل | ضرب | تفریق | تقسیم

الہ لحہ
ہاؤ ت ت
ا م
ہ ت ت

الد
ہ ت ت
ح رح
کا م
ی ا

مہ مدل) ح رح (الد
ع ع
رح
ہرلو

تحویل الی الاعشاریہ

لر الہ
ی
دی
ی ی
۶و) مد ی
ی
ت ت
ا م
۲ب) کا م

مہ مدل
ی
رل ہ ک
ر ک
۷ر) لر الہ

حرل
ول
۳ح) لول
ی
و ک
و م
۶و) و م

ا	۰، ۷۶۲۴
ب	۱، ۵۲۴۸
ج	۲، ۲۸۷۲
د	۳، ۰۴۹۶
ہ	۳، ۸۱۲۰
و	۴، ۵۷۴۴
ز	۵، ۳۳۶۸
ح	۶، ۰۹۹۲
ط	۶، ۸۶۱۶

۰، ۷۶۲۳۶

باقی دارد

فتاویٰ

(از حضور پرنور اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مسئلہ[1] - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ زکوۃ اور صدقۂ فطر کا نصاب برابر ہے یا کچھ فرق ہے - بینوا توجروا مسئلہ[2] صدقۂ فطر کی مقدار فی کس کیا ہے مسئلہ[3] فطرہ رمضان کے نصف صاع آٹے کے عوض میں اگر نصف صاع چاول - دے دے تو کیا حکم ہے -

الجواب

[1] مقدار نصاب کیلیے ایک ہی کچھ فرق نہیں - ہاں زکوۃ میں مال نامی ہونا شرط ہے کہ سونا چاندی - چرائی پر چھوٹے جانور تجارت کا مال ہے وبس اور سال گزرنا شرط ہے صدقۂ فطر و قربانی میں یہ کچھ درکار نہیں کما فی جمیع الکتب واللہ تعالی اعلم [2] تین سو اکاون روپے بھر جو یا اسکے آدھے گیہوں کہ بریلی کی تول سے پونے دو سیر اور ایک اٹھنی بھر ہوئے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم [3] چاول قیمت کے اعتبار سے دی جائینگے خواہ وزن میں نصف صاع ہوں یا زیادہ یا کم یعنی نصف صاع گیہوں کی قیمت میں جتنے چاول آئیں اوتنے دیے جائینگے واللہ تعالیٰ اعلم -

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین امور ذیل میں (۱) زید کی بیوی ہندہ جو مالک نصاب نہیں ہے، معہ اپنے ایک خورد سال بچہ کے اپنے باپ بکر کے یہاں یعنی میکے میں عید فطر کو قیام رکھتی ہے تو اوسکا اور اوسکے لڑکے کا صدقہ کسکو دینا چاہیے آیا زید کو جو ہندہ کا شوہر ہے یا بکر کو جو ہندہ کا باپ ہے (۲) اگر کوئی مہمان کسی کے یہاں ۲۷ - یا ۲۸ رمضان شریف سے مقیم ہے یا قبل طلوع فجر عید الفطر آیا تو کیا اون مہمانوں کا صدقہ شرعاً میزبان کو ادا کرنا چاہیے یا مہمان اپنا صدقہ خود ادا کریں -

الجواب (۱) خورد سال بچہ کا صدقۂ فطر اوسکے باپ پر ہے اور عورت کا نہ باپ پر نہ شوہر پر صاحب نصاب ہوئی تو اوسکا صدقہ اوسپر ہوتا (۲) مہمان کا صدقہ میزبان پر نہیں وہ اگر صاحب نصاب ہیں اپنا صدقہ آپ دیں واللہ تعالیٰ اعلم *

(نظم) # ذکرِ رضا نمبر ۲

(از حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمود جان صاحب قادری رضوی پشاوری جام جودھپوری عمت فیوضہم)

عموماً فضائل صاحب رحمۃ قدس سرہ

فاضلوں میں تھا وہی ایک نہایت مشہور
فیض دینی سے کیا جس نے زمانہ معمور

مشرق سے مغرب تک انوار علوم فاضل
مثل خورشید چمکتے ہیں تھا ایسا کامل

تھا بلاریب وہ استاد ہر اک علم و فن
اس زمانے میں ہوا اوس سے مہ دین روشن

مذہب حق پہ فدا تھا وہ ہدایت کا ثمر
نصرت دین مقدس میں رہا شام و سحر

اوس نے گلزار کیا گلشن دین و ملت
اوس نے برباد کیا خرمن شرک و بدعت

چشمہ فیض سے سیراب کیا اوس نے جہاں
ہے مقر اوسکی فضیلت کا ہر اک پیر و جواں

نصرت دین سنن اوسکی غذائے جانی
اس زمانے میں نہیں اوسکا نظیر و ثانی

دونوں علموں میں تھا گویا کہ وہ بحر زاخر
خوبی ظاہر و باطن کو کروں کیا ظاہر

ظاہری علم ہے ظاہر کہ عرب اور عجم
اوسکے فتوے پہ عمل کرتے تھے بروجہ اتم

اوسکی تحریر مسلم ہے ہر اک فاضل کو
اوسکا فرمان ہی مقبول ہر اک کامل کو

لکھا جو حکم شریعت وہ ہوا نقش حجر
تا قیامت وہ رہے نور فشاں مثل قمر

تھا طبیب مرض جہل و حکیم امت
مرجع اہل سنن مفخر دین و ملت

ذات سے اوسکی زمانے کو شرف تھا حاصل
خاصکر اہل بریلی کو تمام و کامل

اہل سنت کو رہا کرتی تھی اوس سے قوت
تھے پریشان و ذلیل اوس سے سب اہل بدعت

تھا شب و روز وہ خواہان رضائے احمد
ہر گھڑی مدح و ثنا خوان و فدائے احمد

علم باطن کی صفت کو کروں کیسے ظاہر
قوت درک یہاں پر ہے سراسر قاصر

اہلِ باطن ہی سمجھتے ہیں کچھ اوس کا رتبہ / کس قدر حق نے دیا تھا اوسے اس میں حصہ

الغرض کسب سے یہ بات نہیں ہوتی حصول / کہ رہیں درک سے حیران و پریشان عقول

واقعی بات تو یہ ہے کہ شرفہائے امام / سب لدنی تھے نہیں اسمیں کوئی جائے کلام

اہل بدعت کبھی سرسبز نہ ہونے پائے / عیش و آرام سے اک شب بھی نہ سونے پائے

جس سیہ بخت نے ڈالی کسی بدعت کی بنا / کھود کر پھینکدیا اوس کو بامدادِ خدا

سیکڑوں اہل فتن کرتے کمیٹی مل کر / کہ کریں دین پہ ایجاد کوئی ظلم و شر

کامیابی سے ہم آغوش ہوئے جب وہ سب / نیزۂ خامہ اوٹھا کر یہ چلا شیر رب

ایک ہی وار میں سب کو کیا فی نار سقر / اوسکے خامہ میں تھا اس نور کے جادو کا اثر

مرحبا از تو شدہ ولی سنت زندہ / دیو بدعات و ضلالات و بدیہا مردہ

اے رضا کردہ خدا ذات گرامی ترا / نائب فخر رسل ناشر اعلام ہدے

اندریں دورہ جو تو شدہ رحمت حق / کردی شاداب نخیل سنن ملت حق

میں نے توصیف رضا میں کیا جو کچھ کہ بیاں
ازہر از شمس ہے آگاہ ہیں ارباب جہاں

اکابر سلسلۂ عالیہ برکاتیہ کے متبرک حالات

(حضرت اولادِ رسول جناب مولٰنا مولوی سید محمد میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (مارہری))

(لاحق بسابق)

عقد نکاح و اولاد امجاد حضرت کا عقد نکاح سید مودود بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بلگرامی کی صاحبزادی سے ہوا۔ اور تین صاحبزادیاں۔ اور دو صاحبزادے۔ حضرت سید شاہ آل محمد جد فقیر و مورث سرکار کلاں و حضرت سید شاہ نجات اللہ مورث سرکار خورد پیدا ہوئے (شجرہ طیبہ وغیرہ)۔

وصال مبارک

روز عاشور شب دہم محرم الحرام ۱۱۴۲ھ گیارہ سو بیالیس ہجری قریب صبح مارہرہ میں وصال فرمایا۔ مزار شریف درگاہ معلٰے برکاتیہ میں وسط گنبد میں زیارت گاہ انام اور مرجع خاص و عام ہے۔ بہت سے معتقدین و متوسلین نے ہندی فارسی۔ عربی۔ میں تاریخہائے وصال کہیں۔ یہاں صرف علامہ آزاد بلگرامی کی کہی ہوئی ایک تاریخ صوری و معنوی پر اقتصار کیا جاتا ہے۔

سیدِ کامل روشندلِ صاحب برکات	رفت زین عالم با حضرت حق یافت وصال
کرد آزاد رقم سالِ وفاتش بدو طور	یوم عاشور ہزار و صد و ہم چہل و دو سال ۱۱۴۲

نواب محمد خاں بنگش غضنفر جنگ بہادر والیِ فرخ آباد نے جو حضرت کے نہایت معتقد تھے مریدوں میں تھے۔ اپنے ناظم نواب شجاعت خاں کے اہتمام سے حضرت کے مزار مبارک پر اسی ۱۱۴۲ھ میں ایک عالیشان گنبد و روضہ پختہ مع ایوانات ملحقہ تعمیر کرایا۔ جو بعد کے دیگر اضافات کے ساتھ اب بھی محلہ بستی پیرزادگان مارہرہ کے وسط میں موجود اور موسوم بہ "درگاہ برکاتیہ" ہے (کاشف الاستار و اخبار مارہرہ وغیرہ) حضرت والد ماجد نے روضہ مقدسہ کی تاریخ بنا اس آیہ کریمہ میں پائی "والملئکۃ یدخلون علیھم من کل باب"۔

عرس شریف

حضرت کا عرس قدیم الایام سے بلحاظ شب شہادت حضرت سید الشہدا پر حضرت کے اخلاف کرام گیارہ سے پندرہ محرم الحرام تک کرتے آئے ہیں اور اب بھی فقیر کے حضرت والد ماجد قبلہ و کعبہ مدظلہم الاقدس ۱۵ یا ۲۱۔ محرم الحرام کو کرتے ہیں۔

خلفائے کرام

حضرت کے خلفائے کرام بکثرت تھے۔ جو اپنے وقت کے جنید زمانہ و شبلیِ عہد تھے۔ حضرت جدی سید شاہ حمزہ صاحب اون کے مفصل حالات میں اپنی ایک مستقل تصنیف کا حوالہ کاشف الاستار میں دیتے ہیں۔ افسوس ہے کہ وہ کتاب

ہمارے پاس نہیں۔ پھر بھی ہمنے اپنی بڑی کتاب میں حضرت کے بعض اکابر خلفاشل حضرت شاہ عبد اللہ وحضرت شاہ ہیم وحضرت شاہ روح اللہ وحضرت شاہ حسن اللہ وحضرت شاہ عاشق البرکات وحضرت شاہ مشتاق البرکات وحضرت شاہ ہدایت اللہ وحضرت شاہ عاجز وحضرت شاہ صابر وحضرت ماما بائی وغیرہم قدست اسرارہم کے حالات کی تفصیل سے درج کیے ہیں جن سے ان حضرات کی فضل وکمال وخدارسی کی شان ظاہر ہونیکے ساتھ ہی اسکا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مرشد کامل خدارسانی میں بحکم خدا کیسا کمال رکھتا تھا کہ اپنے دست گرفتوں کو تھوڑے ہی عرصہ میں آلائش دنیا و کثافت نفسانی سے پاک کرکے واصل بخدا کردیتا اور خدارساں بنا دیا کرتا تھا ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

اعمال

نماز عشاء کے بعد وتر سے پہلے چھ رات یہ اسماء ستبر کہ ہر رات میں چھ بار پڑھے۔ بفضلہ تعالے ہر قسم کی مرادات دینی ودنیوی اگرچہ وہ کیسی ہی مشکل الحصول ہوں نہایت سہولت اور جلدی سے حاصل ہوجائیں۔ اول آخر درود شریف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
یا عظیمَ الجلال ویا واسعَ النوال ویا بدیعَ الکمال ویا حسنَ الفعال ویا رازقَ العبادِ علی کلِّ حال ۔ چھ اور پستو کے دفع کے لیے آیۂ کریمہ کانما یساقون الی الموت وهم ینظرون ۔ مع تسمیہ پڑھکر اپنی اونگلی سے اشارہ کرے۔

اس نقش کو چالیس روز متواتر دیکھے انشاء اللہ تعالیٰ دیدار حق تعالے خواب میں نصیب ہو مگر دل میں شک کو راہ ندے نقش معظم یہ ہے۔

س یا اللہ مشح وص
سلا وحر وف
ص ع وسس یا محمد

مناظرہ کی مجلسوں میں جانے سے پہلو تہی نہیں کی اگر کبھی مناظرہ کا اتفاق ہوا تو اپنے مقابل سے مجمع کے سامنے شرمندگی نہیں اوٹھائی - میں امید کرتا ہوں کہ آریوں سے کوئی ایسا دعوی کرنے کی جرأت نہ کریگا - تو پنڈت صاحب کے لیے دکھ ثابت ہوگیا اور اس سے بھی بڑھکر اونکا رحم میں شدہ دکھ ثابت کرد یا جائے جو رگوید کے اوسی صفحہ میں نرکت اودھیاے ۱۳ کھنڈ ۱۹ سے منقول ہے -

"میں مرا ہوں اور پھر پیدا ہوا ہوں اور پھر پیدا ہو کر پھر مرا ہوں ہزاروں قسم کی جون میں پڑ چکا ہوں قسم قسم کی سختیاں اوٹھائیں اور مختلف پستانوں کا دودھ پیا بہت سی مائیں دیکھیں اور بہت سے یار اور دوستوں سے تعلق ہوا اوندھے منہ بڑی تکلیف میں حمل کے اندر"

اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچتی ہے کہ حمل میں بچہ کو بہت سخت تکلیف پہونچتی ہے کیا آریہ یہ ثابت کرنے کی ہمت کر سکتے ہیں کہ پنڈت جی حمل میں نہیں رہے ایسا نہیں ہے حمل میں ان کو تکلیفیں پہونچیں اور ضرور پہونچیں تو وید کے ایشور کا سکھ دینے کا وعدہ غلط ہوگیا اور جب تمام انسان اسی طریقہ سے پیدا ہوتے ہیں تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اوسکا یہ وعدہ کبھی پورا نہیں ہوا اور اس قانون کو کبھی نفاذ نصیب نہیں آیا آپ کے پاس سب سے مقدس اور پاک ہستیاں صرف ان چار رشیوں کی ہیں جن پر آپکے زعم میں وید کا الہام ہوا - وہ بھی اگر اسی طریقہ سے پیدا ہوئے تو انکا بھی یہی حال ہے کا ل سکھ سے وہ بھی محروم ہی رہے - دکھ اور تکلیف سے نہ بچ سکے ایشور کا قانون اون کے حق میں بھی بیکار اور نکما ہی رہا اور وید کا ایشور اپنے وعدے کو حاملان وید کے ساتھ وفا کرنے سے بھی مجبور رہا اور اگر یہ کہیے کہ وہ توالد و تناسل کے طریقہ سے ماں اور باپ سے نہیں پیدا ہوئے بلکہ وہ انہی بہت سے لوگوں میں سے تھے جو آریہ اعتقادات کی رو سے ابتدائے دنیا میں بغیر ماں باپ کے جوان جوان پیدا کیے گئے تھے - تو دریافت طلب ہے کہ الہام کے لیے اُن کثیر میں سے ان چار کی کیا تخصیص -

اور پھر یہ ثبوت دینا ہوگا کہ اونکو مدت حیات میں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہونچی ۔ کم از کم موت کا آنا تو اونکے حق میں مسلم ہوگا وہ کیا کچھ کم دکھ ہے بہر حال یہ وعدہ کیطرح پورا نہیں ہوسکتا۔

اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایشور کی خدائی میں سب پاپی اور بدکار ہی بستے ہیں آجتک کبھی کوئی نیک راستباز ہوا ہی نہیں جسکو وہ اپنی مہربانی سے نوازتا اور سُکھ ہی سُکھ عنایت کرتا اور دُکھ سے بکلی نجات دیتا ۔ یا یوں کہیے کہ اوسکی ایسی عادت ہی نہیں ۔ وہ ظالم کسیکو نہیں بخشتا ہے ۔ نیک و بد سبکو آزار پہونچانا ایک ہی لاٹھی سے سبکو ہانکنا اوسکی خوخصلت میں داخل ہے ۔ درحقیقت تناسخ ایکا ایسا لچر خیال ہے جسکے ماننے والونکو لامحالہ بیشمار الزام کھانا اور نہ اسمیں اوٹھانا پڑتی ہیں رگوید کی عبارت میں " عالمونکا جسم پانا " بہت عجیب بات لکھی ہے اگر یہ کہا جاتا کہ اگلے جنم میں جیو کو علم دیا جاتا ہے تو چنداں قابل گرفت نتھا ۔ مگر عالمونکا جسم پانیسے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مصنف کے خیال میں علم جسم کی صفات میں سے کوئی صفت ہے یا جسم کیساتھ اوسکو کسی قسم کا تعلق شدید ہے ۔ عالمونکا جسم دینکے تو یہ معنی ہوے کہ مختلف قسم کے جسم طیار ہیں کوئی علم والا کوئی جہل والا جسکو علم والا جسم دیدیا عالم ہوگیا جسکو جہل والا جسم دیدیا جاہل ہوگیا ۔ اگر درحقیقت یہی مراد ہے تو عقل و خرد پر ہزار آفریں ایسی بدیہۃ البطلان بات زبان سے نکالنا آپ ہی کا حصہ ہے ۔ اور اگر کسی اور معنی کو ان الفاظ میں ادا کرنا چاہا ہے اور ناقص و بے محل عبارت لائی گئی ہے تو یہ علم و لیاقت کی خوبی ہے ۔ اس قابلیت پر محقق ہونے کا دعوی کتنا زیبا ہے ۔ ہم لفظی اغلاط کے درپے ہونا نہیں چاہتے ۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مین پاپ اور پن کا پھل بھوگنے کے دو راستہ بتلائے ہیں ایک پتری یان ۔ دوسرا دیو یان ۔ دوسرے کی نسبت لکھا ہے اور دیو یان وہ ہے جس میں موکش کے درجہ کو حاصل کرکے مرنے اور پیدا ہونیکے جنجال یعنی دنیوی بندھن سے آزاد ہوجاتا ہے انمیں سے پہلے میں جیو اپنی کمائے ہوے پن کے پھل بھوگ کر پھر پیدا ہوتا ہے اور پھر مرتا ہے اور دوسرے راستہ پر چلنے سے دوبارہ پیدا نہیں ہوتا "

اس عبارت نے تو تناسخ کا خاتمہ ہی کردیا ۔

(باقی آیندہ)

ان مقامات میں اوقات بریلی سے اسقدر منٹ کم کیے جائینگے

(لاحق بسابق)

مقام	ضلع	منٹ	مقام	ضلع	منٹ
کاکرا	کھیری	۷	گلیریا	شاہجہانپور	۳
کبھار	بریلی	۰	گولاگوکرن	کھیری	۴
کبیر گنج	پیلی بھیت	۴	گونری	″	۴
کبیرپور	″	۳	گونگی ہائی	پیلی بھیت	۳
کلپوری	نینی تال	۱	گودھا	بہرائچ	۷
کلیان نگر	پیلی بھیت	۳	گوٹھیا	″	۸
کمرگاؤں	بدایوں	۲	مادھوپور	بہرائچ	۷
کرنپور	بریلی	۰	ماجھول	″	۶
کرنپور	کھیری	۵	مالا	پیلی بھیت	۲
کنجریا	″	۵	مال بہار	کھیری	۶
کنھوری	بریلی	۰	مال پور	″	۵
کورن کنتیاں	شاہجہاں پور	۲	مال پور	″	۵
کوریا	″	۰	مانجیرا	″	۵
کٹیلی	بریلی	۱	ماٹ	شاہجہانپور	۳
کھیرابھیرا	شاہجہانپور	۱	مجھگاؤں	کھیری	۵
کھتار	″	۳	مصطفے آباد	پیلی بھیت	۳
کھیجا	نینی تال	۰	مظفرنگر	″	۳
گلاب ٹانڈا	پیلی بھیت	۳	موسی پور	″	۳
گلیریا	″	۲	موہن پور	بریلی	۰

صرف بریلی کیلئے اوقات صلوٰۃ خمسہ بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۴۵ھ

تاریخ ماہ قمری	صبح صادق		طلوع آفتاب		ضحوۂ کبریٰ		ایام	نصف النہار		عصر حنفی		غروب آفتاب		عشا حنفی		تاریخ ماہ انگریزی
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ		گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	
یکم شوال	۴	۴۱	۶	۱	۱۱	۳۵	دوشنبہ	۱۲	۱۵	۴	۴۶	۶	۳۱	۷	۵۱	۴ اپریل
۲	〃	۴۰	۵	۵۹	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	۴۷	〃	۳۲	〃	〃	۵
۳	〃	۳۸	〃	۵۸	〃	〃	چہارشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۵۲	۶
۴	〃	۳۷	〃	۵۷	〃	۳۴	پنجشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۳۳	〃	۵۳	۷
۵	〃	۳۶	〃	۵۶	〃	〃	جمعہ	〃	۱۴	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۸
۶	〃	۳۵	〃	۵۵	〃	〃	شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۳۴	〃	۵۴	۹
۷	〃	۳۳	〃	۵۴	〃	۳۳	یکشنبہ	〃	〃	〃	۴۸	〃	〃	〃	۵۵	۱۰
۸	〃	۳۲	〃	۵۳	〃	〃	دوشنبہ	〃	۱۳	〃	〃	〃	۳۵	〃	۵۶	۱۱
۹	〃	۳۱	〃	۵۲	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۱۲
۱۰	〃	۳۰	〃	۵۱	〃	۳۲	چہارشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۳۶	〃	۵۷	۱۳
۱۱	〃	۲۸	〃	۴۹	〃	〃	پنجشنبہ	〃	〃	〃	۴۹	〃	۳۷	〃	۵۸	۱۴
۱۲	〃	۲۷	〃	۴۸	〃	۳۱	جمعہ	〃	۱۲	〃	〃	〃	〃	〃	۵۹	۱۵
۱۳	〃	۲۶	〃	۴۷	〃	〃	شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۳۸	〃	〃	۱۶
۱۴	〃	۲۵	〃	۴۶	〃	〃	یکشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۸	۰	۱۷
۱۵	〃	۲۴	〃	۴۵	〃	۳۰	دوشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۳۹	〃	۱	۱۸
۱۶	〃	۲۳	〃	۴۴	〃	〃	سہ شنبہ	〃	۱۱	〃	۵۰	〃	۴۰	〃	۲	۱۹
۱۷	〃	۲۲	〃	۴۳	〃	〃	چہارشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴۱	〃	〃	۲۰
۱۸	〃	۲۱	〃	۴۲	〃	۲۹	پنجشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۳	۲۱
۱۹	〃	۲۰	〃	۴۱	〃	〃	جمعہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴۲	〃	۴	۲۲
۲۰	〃	۱۹	〃	۴۰	〃	〃	شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴۳	〃	۵	۲۳
۲۱	〃	۱۸	〃	۳۹	〃	〃	یکشنبہ	〃	۱۰	〃	۵۱	〃	〃	〃	〃	۲۴
۲۲	〃	۱۷	〃	۳۸	〃	۲۸	دوشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴۴	〃	۶	۲۵
۲۳	〃	۱۶	〃	۳۷	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۷	۲۶
۲۴	〃	۱۵	〃	۳۶	〃	〃	چہارشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴۵	〃	۸	۲۷
۲۵	〃	۱۴	〃	〃	〃	۲۷	پنجشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۹	۲۸
۲۶	〃	۱۳	〃	۳۵	〃	〃	جمعہ	〃	۹	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۲۹
۲۷	〃	۱۱	〃	۳۴	〃	〃	شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴۶	〃	۱۰	۳۰
۲۸	〃	۹	〃	۳۳	〃	〃	یکشنبہ	〃	〃	〃	۵۲	〃	۴۷	〃	۱۱	یکم مئی
۲۹	〃	۷	〃	۳۲	〃	۲۶	دوشنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	۴۸	〃	۱۲	۲
۳۰	〃	۶	〃	۳۱	〃	〃	سہ شنبہ	〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃	۱۳	۳